تحصیلِ علم فضیلت آداب اور تقاضے

عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیؒ مرحوم

عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیؒ کا پچھلے ماہ انتقال ہوا۔ علم و عرفان اور ارشاد و یقین کی ایک شمع خموش ہو گئی۔ ان کے چشمۂ عرفان اور محفل ہدایت کے چند قطرات تشنگانِ علم و معرفت کی خدمت میں پیش ہیں۔ " س "

تم کلام اللہ کیوں پڑھتے ہو؟ جانتے بھی ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟ یا صرف اتنا سمجھنا کافی ہے کہ یہ عربی زبان میں ہے ہم اس کے تراجم پڑھتے ہیں۔ اس کے مطالب بیان کرتے ہیں۔ اس کی شانِ نزول بیان کرتے ہیں۔ آداب بھی بیان کرتے ہیں۔ اس لئے پڑھتے ہیں کہ اس کی تفاسیر بیان کریں۔ کیا اتنا سمجھنا کافی ہے؟ بلاشبہ یہ چیزیں بھی بنیادی ہیں۔ لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ کلام اللہ تو ایک مکمل ضابطۂ حیات و ممات ہے۔ دنیا کے لئے بھی آخرت کے لئے بھی۔ یہ بتاتا ہے کہ ایک صاحبِ ایمان کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے؟ اس کے اوپر کون کون سے فرائض و واجبات ہیں؟ اور اس کی کون کون سی ذمہ داریاں ہیں؟ سب کا بیان اس کلام میں ہے۔ سب سے پہلے عقائد صحیح ہونے چاہئیں جب تک عقائد صحیح نہ ہوں گے توحید صحیح نہیں ہوگی۔ آخرت کا یقین نصیب نہ ہوگا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہونی چاہئے۔ جب تک آپ سے محبت نہ ہوگی ایمان غیر معتبر اور بالکل ناقص ہوگا۔ یہ ایمان کی بنیادی چیزیں ہیں۔ یہ چیزیں کیسے معلوم ہوں گی؟ کلام اللہ کے پڑھنے سے۔ احادیث کے پڑھنے سے۔ احادیث کے پڑھنے سے یہ آداب، یہ طریقے۔ یہ علم کلام اللہ اور کلامِ رسولؐ ہی سے حاصل ہوں گے۔ غایتِ حیات ہماری یہی ہے کہ کلام اللہ اور کلامِ رسولؐ کو اپنا ضابطۂ حیات و ممات بنائیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے۔ عالمِ تعلقات میں کس طرح رہنا چاہئے؟ کیا ضابطۂ حیات ہونا چاہئے جو اس کے لئے دنیا میں بھی سرمایہ ہو اور آخرت میں بھی؟ یہ سب کلامِ پاک اور احادیث شریفہ ہی سے معلوم ہوگا۔

ایک دعا ہے بڑے کام کی :-

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً " اے اللہ ہم کو وہ حسنات عطا فرمائیے جو آپ کے علم میں ہیں۔ اور ہمارے لئے ضروری ہیں۔ ہم حسنات کے محتاج ہیں۔ یہ حسنات ہمیں کہاں سے معلوم ہوں گے؟ کلام اللہ اور کلامِ رسولؐ سے۔ حسنات کا کیا مفہوم ہے؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ لیکن اصولی بات یہ ہے کہ ہم ایسی زندگی گذاریں کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ دنیا میں رسوائی سے بچے رہیں اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رہیں۔ اسی لئے ارشاد ہے: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

کلام اللہ اور احادیث نبویہ پڑھنے پڑھانے کی یہی غایت ہے کہ ہم کو ضابطہ حیات معلوم ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کن باتوں سے راضی ہوتے ہیں اور کن باتوں سے ناراض؟ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں ہم پر خصوصی رحم فرما کر ہمیں شرف بشریت سے نوازا، اور اشرف المخلوقات قرار دے کر ممتاز فرمایا ہے۔ صرف اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطہ حیات اور ضابطہ ممات کی تفسیر کرتے رہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو اپنے لئے عملی نمونہ قرار دے کر اس کے مطابق عمل کرتے رہیں۔ آپ کی حیاتِ طیبہ یہ اعمالِ صالحہ ہیں انہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ ارشاد ہے:۔

واعملوا صالحاً اور ارشاد ہے: ان الذین امنوا و عملوا الصلحت کانت لھم جنت الفردوس نزلاً

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اعمالِ صالحہ کی ترغیب کس لئے دی ہے؟ ہمارے فائدے کے لئے یا ہماری زندگیاں سنوارنے کے لئے اس لئے ہمیں اعمال کو اختیار کرنا چاہیئے۔ لیکن کس طرح؟ اتباعِ سنت کے ذریعے۔

کلام اللہ اس لئے پڑھایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کے لئے، اشرف المخلوقات کے لئے ایک ضابطہ حیات بنایا ہے جو اس کے لئے دنیا میں بھی سرمایہ ہے اور آخرت میں بھی۔ پھر سنتِ نبویؐ کے ذریعے اس ضابطہ حیات پر عمل کرنے کا طریقہ بتا دیا اور اس کی حدود بتا دیں۔

احادیثِ شریفہ کی جو کتابیں آپ پڑھتے ہیں ان کی غایت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات ہمیں دئے ہیں اور جو ضابطہ حیات ہمارے لئے مقرر کیا ہے ہم اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں اور دنیا میں بھی سرخروئی حاصل کریں اور آخرت میں بھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کا، اس کی رحمتوں کا مورد بنیں۔

ارشاد ہے:۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ اگر تم نے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کی تو تم سرخرو ہوگے سب پر غالب ہوگے۔

کچھ پتہ چلا کہ ہماری تعلیم و تعلم کا مقصد کیا ہے؟ اصل مقصد ہے ضابطہ حیات کا مطالعہ کیا ہونا، وہ کہاں سے معلوم ہوگا؟ کلام پاک سے کس طرح اس پر عمل کریں؟ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوگا؟ یہی مقاصد ہیں ہماری تعلیم کے، یہی غایت ہے کلام اللہ اور کلام رسولؐ پڑھنے کی۔

بہرحال کلام اللہ کی تفاسیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تعلیم و تربیت کی غایت آپ کے علم میں آگئی یعنی ضابطہ حیات کا معلوم ہونا۔ اب آپ اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا حق بھی ادا کریں۔ یعنی جو کچھ بھی پڑھیں پڑھائیں اس پر عمل بھی کرتے رہیں۔ یہ غایت انعامات ہے۔ ہمارے تمام علوم کی، پڑھتے پڑھاتے جاؤ اور عمل کرتے جاؤ۔ ابھی طالب علمی کے زمانے ہی سے شروع کر دو۔

پہلے اساتذہ ایسے ہی پڑھاتے تھے کہ ایک حدیث شریف پڑھائی، فوراً پوچھتے کہ بتاؤ اس کی غایت کیا ہے؟ اس کا مصرف کیا ہے؟ اور پھر اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی بتاتے۔ اس کی عملی تربیت بھی دیتے اور اس کی نگرانی بھی کرتے۔ اس طرح ایک وقت میں اساتذہ طلبہ کو شریعت کے احکام بھی بتا دیتے تھے اور طریقت کے طریقے بھی سکھا دیتے تھے۔ کہ یہ جو کچھ تم پڑھ رہے ہو اس کا تمہاری زندگی سے کیا واسطہ ہے؟ کس طرح اس کو اپنے اوپر منطبق کرو گے؟ تاکہ تم خیر البشر اشرف المخلوقات کہلانے کے بجا طور پر مستحق ہو سکو۔ "ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" کا صحیح مصداق بن سکو۔

اعمالِ صالحہ کیا ہیں؟ کلامِ الٰہی کو ضابطۂ حیات بنانا اور اس پر عمل کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانا۔ یہ میں بار بار اس لیے دہرا رہا ہوں کہ دل نشیں ہو جائے۔ کہ تمام تعلیم و تعلم کی غایت الغایات یہ ہے کہ ہم اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے کلام کو پڑھیں اور اپنے اوپر منطبق کریں اور اس طرح زندگی بسر کریں کہ ہمیں یہاں بھی خدا تعالیٰ کی رضائے کاملہ نصیب ہو۔ اور آخرت میں بھی۔ انسان سے لغزشیں اور کوتاہیاں ضرور ہوتی ہیں۔ نفس و شیطان ضرور راہ میں حائل ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو وہ ان تمام خرافات سے نجات عطا فرما دے گا۔

یاد رکھو! جب بھی قرآن و حدیث پڑھنے بیٹھو یہ دعا کر کے پڑھا کرو:

"یا اللہ! یہ آپ کا کلام ہے۔ آپ کے نبیؐ کا کلام ہے۔ ہماری استعداد ناقص ہے۔ یا اللہ اس کلام کی برکت سے۔ اس کلام کے انوار و تجلیات سے ہمارے ایمان کو منور فرمائیے اور ہمیں اپنی رضائے کاملہ کا مورد بنائیے۔"

ہر روز یہ دعا کر لیا کرو۔

کلام اللہ اور کلامِ رسولؐ کوئی معمولی چیز نہیں ہیں کوئی مخلوق ان کا تحمل نہیں کر سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور اپنی قدرت سے ہمارے اندر اس کا تحمل پیدا فرما دیا۔ ورنہ انسان کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ اس کا تحمل کر سکتا۔ یاد رکھو ہر چیز کے کچھ آداب ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً نیت کی درستگی ہر عمل صالح کی شرط ہے۔ بخاری شریف کی پہلی حدیث میں یہی اشارہ ملتا ہے۔ جب تک تمہاری نیت خالص نہ ہو گی تمام اعمال بیکار ہیں۔ نیت کی درستگی کے ساتھ اگر عمل صالح کیا تو ضرور اس کا فائدہ پہنچے گا۔ نیت کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ لکھنا ہو خالصتاً للہ ہو۔ عمل کرنے کے لئے۔ تمہارے ایمان اور تمہاری روح پر اس تعلیم کا اثر جب ہی ہو گا جب تم یہ نیت کر کے پڑھو گے کہ اس پر عمل کرنا ہے۔ عمل ہی کے لئے سب کچھ پڑھایا جاتا ہے۔ ترجمہ کر دینا، تفسیر کر دینا بذاتِ خود مقصود نہیں۔ تفسیر تشریحات وغیرہ تو ذہن نشین کرانے کے لئے ہیں۔ وہ بھی ضروری ہیں لیکن مقصود نہیں۔ غایت الغایات عمل کرنا ہے جب تک عمل نہیں کرو گے کامیاب نہیں ہو گے۔

اس کائنات میں انسان کے لئے سب سے بڑی دولت ایمان ہے۔ ایمان کیا کرتا ہے؟ ایمان یہ کہتا ہے

کہ تمام نفس و شیطان کے طریقوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ فواحشات و منکرات کو جگہ نہ دو۔ خدا کے لئے اپنی زندگی کو فواحشات و منکرات سے بچاؤ۔ جس طرح بغیر وضو اور بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی اسی طرح خوب سمجھ لو کہ جب تک تم گناہوں کو نہیں چھوڑو گے۔ قلب کی صفائی نہیں ہوگی۔ اور جو حضرات عہد حاضر کے موجودہ گندے ماحول میں ڈوب گئے ہیں ان کی زندگی میں کلام اللہ اور کلام رسول کی برکات مرتب نہیں ہوتیں۔ سب سے پہلے آپ پر واجب ہے کہ قلب کی طہارت کا اہتمام کریں جس طرح بغیر طہارت کے نماز نہیں پڑھ سکتے اسی طرح بغیر طہارت کے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے کلام کے انوار و تجلیات ہم پر مرتب نہیں ہو سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ نفس و شیطان تو سب کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا ماحول شیطانی ہے تمام اثرات ہمارے شیطانی ہیں۔ زمین و آسمان ان اثرات سے بھرے ہوئے ہیں لیکن اتنا کر لیا کرو کہ جب بھی کلام اللہ و کلام رسول پڑھنے کا ارادہ ہو تو استغفار کر لیا کرو اس کی عادت ڈال لو کہ میں یہ کام آپ کے نام سے شروع کر رہا ہوں۔ میں اپنے قلب و ذہن کی طہارت کا طلب گار ہوں۔ یا اللہ آپ میرے ساتھ ہیں یہ آپ کا کلام ہے۔ آپ کے رسولؐ کا کلام ہے۔ اس کے انوار و تجلیات میں خواص ہیں میں کیسے حاصل کر سکوں گا؟ یا اللہ میں استغفار کرتا ہوں، توبہ کرتا ہوں تمام اپنے گناہوں سے جو مجھ سے عمداً یا خطاءً سرزد ہوئے۔ میری آنکھیں ناپاک ہو چکیں۔ میری زبان ناپاک ہو چکی میرے قلب کے اندر وساوس و خطرات آچکے ہیں۔ سب میں کثافت ہے۔ میرے قلب کے اندر، میری استعداد میں بھی۔ میرے ادراکات میں بھی، میرے احساسات میں بھی، ہر چیز میں کثافت ہی کثافت ہے۔ لیکن میں استغفار کرتا ہوں۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین

انشاء اللہ سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور اس استغفار کے بعد جب پاک صاف ہو کر کلام اللہ اور حدیث رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گے تو انشاء اللہ ان کے انوار و تجلیات سے سیراب ہو گے کیونکہ استغفار کے ذریعے طہارت قلب کی شرط تم نے پوری کر دی۔

یہ اللہ کا احسان عظیم ہے کہ انہوں نے ہم کو ایمان عطا فرمانے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کی حفاظت کے لئے بھی ایک بہت بڑی دولت اور بہت بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔ وہ دولت استغفار ہے اگر استغفار کرو گے کوئی ناپاکی نہیں رہے گی۔ بلکہ صدق دل سے کرو اس نیت سے کرو کہ آئندہ کے لئے گناہ بالکل چھوڑ دو گے۔ جب بھی کوئی نیک کام کرو۔ کوئی عبادت کرو، حدیث پڑھو تو پہلے اسی طرح قلب کی طہارت حاصل کرو کہ یا اللہ ہمارے اندر جتنی کثافتیں ہیں ہمارے تخیل میں، ہمارے تصور میں، ہماری استعداد میں جتنی بھی ناپاکیاں ہیں ہم سب سے صفائی چاہتے ہیں۔

استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب۔ رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین

سبق

یہ دعائیں پڑھ لیا کرو۔ صدق دل سے یہ دعائیں پڑھ لو۔ تو تم مومن ہو گئے۔ متقی ہو گئے۔ اب بسم اللہ کر کے پڑھو انشاء اللہ اس کے انوار و تجلیات سے نوازے جاؤ گے۔

خلاصہ یہ کہ ہر چیز کے کچھ طریقے ہوتے ہیں، آداب ہوتے ہیں پہلے ان کو ذہن نشین کر لو۔ یہ نہیں کہ کتاب اٹھائی اور بسم اللہ کر دی۔ سب سے پہلے استغفار پڑھو اس کے بعد بسم اللہ پڑھو جب ختم کر لو تو دعا کرو۔ یا اللہ یہ انوار و تجلیات کے کلمات میری زبان پر جاری ہو گئے۔ میری فہم میں آ گئے۔ میرے قلب میں آ گئے یا اللہ! ان کی حفاظت فرمائیے اور آئندہ کتنا فتنوں سے اسے محفوظ رکھئے۔ اس کے انوار و تجلیات سے میری روح کو میرے ایمان کو منور رکھئے۔ ان علوم کو محفوظ رکھئے۔ اور ان میں برکت عطا فرمائیے۔ پھر شکر کرو کہ سبق پڑھنے اور حدیث پڑھنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہو گئی۔

علم حاصل کرنے کے لئے ادب و احترام ضروری ہے۔ جب تک ادب نہ ہو علم حاصل نہیں ہو گا۔ ادب یہ ہے کہ علم کے ذرائع کا احترام کیا جائے۔ کہ کس کس چیز کو علم سے نسبت ہے۔ ہر ایسی چیز کا احترام کرو، عزت کرو، جو حصول علم کا وسیلہ ہے، اساتذہ کی کتابوں کی، قلم کی، روشنائی کی۔ غرض جتنی چیزیں اسلام سے وابستہ ہیں سب کی عزت کرو۔ سب کا احترام کرو۔ جو چیز علم کی تبلیغ کے لئے ہو۔ علم کی اشاعت کے لئے ہو جب تک اس کا ادب نہ کرو گے اس وقت تک علم کے انوار و تجلیات حاصل نہ ہوں گے۔ کلام اللہ کو۔ کلام رسول ﷺ کو، فقہ کی کتابوں کو ادب کے ساتھ رکھو۔ عزت کے ساتھ رکھو جب ان کی عزت کرو گے، ادب کرو گے تو پھر انشاء اللہ علوم حاصل ہوں گے۔

ادب بڑی شے ہے۔ دل و دماغ کی طہارت کے بعد اور روح اور قلب کی طہارت کے بعد دوسرا مطالبہ ہم سے ادب و احترام کا ہے۔ کہ ان علوم کا ادب و احترام کرو۔ مثلاً ایک شخص کہہ رہا ہے کہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے اور حقیقت میں حدیث نہ ہو تو فوراً یہ مت کہو کہ حدیث میں نہیں ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ گردن جھکا لو۔ کیونکہ اس نے حدیث کا نام لیا ہے۔ اس کے آگے گردن جھکا دو۔ پھر کہو کہ بھائی آئندہ ایسا نہ کہنا۔ یہ حدیث شریف نہیں ہے۔ بغیر تحقیق کے ایسی بات مت کہو لیکن اولاً نام سنتے ہی حدیث کا یا قرآن کا ضرور گردن جھکا دو۔ اس کے بعد پھر اللہ اور اللہ کے کلام کا حوالہ دیا گیا ہے جھک جاؤ اپنی علمیت کا اظہار نہ کرو۔ کہ فوراً مناظرہ کرنے لگو۔ حکم یہ ہے کہ قرآن کریم کا نام سنو تو گردن جھکا دو۔ اس کے بعد تردید کرو۔ یہ ہے ادب جن طالب علموں میں ادب نہیں ہے وہ محروم رہتے ہیں ع

بے ادب محروم ماند از فضل رب

تو جس طرح طہارت ضروری ہے جیسا کہ میں نے ابھی اس کی اہمیت اور فضیلت بتائی۔ اسی طرح تم دوست

روشنائی، کاغذ کے پرزے ان سب کا ادب بھی ضروری ہے۔

ہمارے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے تھے۔ کہ اگر کاغذ کا کوئی پرزہ پڑا ہوتا ہے تو اسے جلدی سے اٹھا لیتا ہوں کہیں اس کے اوپر کسی کے پاؤں نہ پڑ جائیں۔ تو کاغذ کا اس طرح ادب کرو گے تب جا کر تمہیں علم حاصل ہوگا۔ ادب بہت بڑی چیز ہے۔ علم سے جتنی چیزیں تعلق رکھتی ہیں ان سب کا ادب کرو۔ جب کاغذ، قلم، روشنائی اور کتاب کا ادب ضروری ہے تو پڑھنے والے کا ادب اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

اساتذہ کرام کا ذکر ادب و احترام بڑا ضروری ہے۔ جب تک ان کا ادب و احترام نہ کرو گے۔ ان سے محبت نہ کرو گے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ وہ تم کو ایسی چیز عطا فرما رہے ہیں جو تمہاری استطاعت سے باہر تھی۔ یہ ان کی شفقت و محبت ہے کہ تمہیں درس دے رہے ہیں۔ نہایت ادب کے ساتھ سنو اور ان کا ادب کرو۔ ان کی عزت کرو۔ کیونکہ وہ تم کو بہت بڑی نعمت کا حامل بنا رہے ہیں۔ جب تک ان کی عزت نہ کرو گے احترام نہیں کرو گے اس وقت تک صحیح علم حاصل نہیں ہوتا۔ جو طالب علم اساتذہ کا ادب کریں گے وہی ہونہار ہوں گے۔ وہی صاحب سعادت ہوں گے۔ وہی صاحب اقبال ہوں گے۔

دوسری بات اساتذہ سے متعلق ہیں۔ اساتذہ کے پاس اللہ کے اور اس کے رسولؐ کے کلام کی بہت بڑی امانت ہے۔ جو وہ طالب علموں کی طرف منتقل کر رہے ہیں ان کو بھی اسی طہارت کی ضرورت ہے۔ اسی نیت اور اخلاص کی ضرورت ہے اسی ادب کی ضرورت ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ پر فائز کیا ہے کہ اخلاص نیت کے ساتھ جذبہ ایثار کے ساتھ، محبت کے ساتھ، شفقت کے ساتھ، پدرانہ محبت کے ساتھ۔ اللہ اور رسولؐ کے کلام کو طالب علموں کی طرف منتقل کریں۔ اپنے طالب علموں سے ایسی محبت ہونی چاہئے جیسی اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔ ان کو اولاد سمجھیں اور اولاد جس طرح جسمانی تعلق رکھتی ہے۔ اسی طرح شاگرد کا بھی ایک روحانی تعلق ہے۔ ایمانی تعلق ہے اس لئے اساتذہ کو بڑا اہتمام کرنا چاہئے۔ کہ اپنے شاگردوں کے ساتھ شفقت کا، محبت کا دلسوزی کا، ایثار کا معاملہ کریں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ جب درس دینے کے لئے آئیں تو خوب مطالعہ کر کے آئیں۔ شرح صدر کے ساتھ آئیں۔ اس کے بغیر درس کے لئے نہ آئیں۔

ایک واقعہ ضمناً یاد آ گیا۔ کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ درس دیا کرتے تھے ایک دن آ کے بیٹھے اور فرمایا کہ میں آج درس نہیں دوں گا کیونکہ میں تیار ہو کے نہیں آیا۔ اس درس کا میں نے مطالعہ نہیں کیا حالاں کہ وہ بڑے جید عالم تھے۔ بغیر مطالعہ کے بیان کر سکتے تھے لیکن اس کو انہوں نے خیانت سمجھا کہ مطالعہ کے بغیر سبق پڑھائیں۔

تو بھئی جب تک اساتذہ بھی اس قدر احتیاط نہ کریں گے اس میں برکت نہیں ہوگی۔ برکت اس میں جبھی

ہو گی جب کہ ان کے قول ہیں، ان کے ارشادات ہیں، اس کی تشریحات میں اخلاص نیت ہو گا۔ جذبۂ ایثار ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر ہو گی۔

اساتذہ کو بھی اپنے طالب علموں کے ساتھ پدرانہ شفقت و محبت، دلجوئی اور دل سوزی کا معاملہ کرنا چاہیئے اور طالب علموں کو بھی اساتذہ کی اپنے باپ سے زیادہ عزت کرنی چاہیئے۔ میں نے بتایا کہ ایک جسمانی عظمت ہے ایک روحانی اور ایمانی، طلبہ کا اساتذہ کے ساتھ جو رشتہ ہے یہ روحانی رشتہ ہے، ایمانی رشتہ ہے۔ اور جسمانی رشتہ سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے اساتذہ کرام کے ادب کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے۔ ایسا کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کامیابی ہو گی۔ ہمیشہ مقصود حاصل ہو گا۔ درسگاہ تعلیم اور تعلم کے جو مقاصد ہیں وہ یہی ہیں کہ فطرت انسانیہ انسان کو حاصل ہو جائے۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے صحیح تعلق ہو جائے۔ اس کی یہی تدبیریں ہیں جو ہم نے بتائیں یعنی طہارت و ادب۔

طالب علموں کے لئے ایک اور اہم نصیحت ہے کہ خبردار! جب تک طالب علم ہو دارالعلوم کے احاطہ کے اندر ہو اپنی دینی علمی کتابوں کے علاوہ غیر چیزیں تمہارے سامنے نہ آئیں۔ اخبارات ہیں۔ ریڈیو ہیں۔ رسالے ہیں جانے کیا کیا چیزیں ہیں یہ تمہارے سامنے نہ آئیں۔ یہ سب چیزیں مضر ہیں ان سب میں سمیت ہے۔ دل و دماغ کو خراب کر دینے والی۔ بس تندہی کے ساتھ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے کلام کو پڑھتے رہو۔ نماز با جماعت کی پابندی کرو، ادعیۂ ماثورہ کا اہتمام کرو اور خبردار غیر متعلق چیزوں کی طرف توجہ نہ دو۔ آج کل کا ماحول، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے بڑا اثر انگیز ہے۔